متنِ حدیث حل کرنے کے بنیادی اصول

از: مفتی محمد طارق محمود
مدرس ومعین مفتی جامعہ عبداللہ بن عمر، لاہور

حدیث کی سند کا ثمرہ اور مطلوب اس کا متن ہوتا ہے۔ متن کی مراد سمجھنے میں ہمیں بسا اوقات دشواری پیش آتی ہے۔ یہاں اس کے اسباب اوران کے حل کے بارے میں اہلِ علم کا کلام پیش کیا جارہا ہے۔

۱-حدیث کا اسلوب بیان

مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: زیادہ تر احادیث کی حیثیت یہ ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے مجلسی ارشادات اورافادات ہیں یا آپ کے سامنے پیش ہونے والے سوالات کے جوابات ہیں یا کسی وقتی مسئلہ سے متعلق ہدایات اور تنبیہات ہیں؛ اس لیے اس موقع وماحول اور مخاطبین کے احوال وخصوصیات کو پیش نظر رکھ کران کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اگر احادیث کی اس حیثیت کو پیش نظر نہ رکھا جائے اور مصنّفین کی لکھی ہوئی کتابوں کی طرح ان پر بھی غور کیا جائے تو طرح طرح کی الجھنیں اور شکوک پیدا ہوسکتے ہیں اور اگر یہ نکتہ ملحوظ رکھا جائے تو ان شاء اللہ کوئی الجھن اور کوئی وسوسہ پیدا نہ ہوگا۔ (معارف الحدیث: ۱/۲۵) اس سے معلوم ہوا کہ ہر حدیث کو ایک مستقل ہدایت اور نصیحت کے طور پر دیکھنا چاہیے اوراس وقت کے خاص پس منظر کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔

۲-روایت حدیث کی دو اہم خصوصیات

روایت بالمعنی اوراختصار: حافظ ابن صلاح رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **ذلك هو الذى تشهد به احوال الصحابة والسلف الاولين وكثيرا ما كانوا ينقلون معنى واحدافى امر واحد بالفاظ مختلفة وماذلك الا لان معولهم كان على المعنى دون اللفظ.** (مقدمۃ ابن صلاح: ص۲۱۴) صحابہ اور سلف اولین کے احوال سے روایت بالمعنی کا جواز ہی معلوم ہوتا ہے۔ اوران کا عام طریقہ یہ تھا کہ ایک واقعے کو مختلف الفاظ میں نقل کرتے تھے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ معنی محفوظ

رکھتے تھے نہ کہ لفظ۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نقل بالمعنی بتغیر الفاظ شائع ذائع ہے۔ (تالیفات رشیدیہ: ص۲۳۷)

حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کا ارشاد ہے: روایت بالمعنی اور اختصار روایت میں تفقہ کی اشد ضرورت سمجھی گئی ہے، جس کا اقرار خود محدثین کو بھی ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام: ۳/۵۵) اختصار روایت میں بعض دفعہ ایسا تغیر ہوجاتا ہے کہ حدیث کا سیاق سباق کے معارض ہوجاتا ہے۔ (مثلاً دیکھیے: مکتوبات شیخ الاسلام: ۳/۵۴-۵۵) یہی وجہ ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **الحدیث اذا لم تجمع طرقه لم تفهمه والحدیث یفسر بعضه بعضا**. (الجامع لاخلاق الراوی وآداب السامع: ۲/۲۱۲) حدیث کے طرق جب تک اکٹھے نہیں کروگے اسے سمجھ نہیں سکوگے اور حدیث (کے طرق) ایک دوسرے کی تفسیر کرتے ہیں۔ حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **وکثیرا ما یکون القید مذکورا فی بعض الطرق، ویغفل عنه الناس ویقعون فی الاشکالات**. (فیض الباری: ۶/۵۷، باب مایذکر فی الطاعون) بسا اوقات قید ایک طریق میں مذکور ہوتی ہے اور لوگ اس سے بے خبر ہوتے ہیں اور اشکالات میں پڑتے ہیں۔

اختصار روایت کی وجہ سے کبھی یہ صورت پیش آتی ہے کہ ہر راوی روایت کا کچھ حصہ بیان کردیتا ہے جو دوسرا بیان نہیں کرتا۔ یعنی **ذکر کل مالم یذکره الآخر**. حضرت کشمیری رحمہ اللہ اس قاعدے کے بارے میں فرماتے ہیں: **هذه قاعدة مهمة وکان من المهم ان یعتنی بها ارباب المصطلح ولکن اغفلوها وقدتعرض لهاالحافظ فی الفتح اکثر من موضع**. (معارف السنن: ۶/۴۳۲) یہ اہم قاعدہ ہے۔ ارباب مصطلح کو اس کا اہتمام کرنا چاہیے تھا؛ لیکن انھوں نے اسے چھوڑ دیا۔ حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں ایک سے زائد جگہوں پر اس کا ذکر کیا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **والاصل عدم التعدد مع اتحاد المخرج**. (فتح الباری: ۹/۶۴۲) حدیث کا مخرج ایک ہونے کی صورت میں اصل عدم تعدد ہے۔

۳- تعامل کو ملحوظ رکھنا

روزمرہ پیش آنے والے امور میں اصل قرونِ ثلاثہ کا عملی رواج ہے۔ یہاں تعامل چھوڑ کر اخبار آحاد پر اکتفا کرلینا درست نہیں۔ حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **ولیس الطریق ان یبنی الدین علی کل لفظ جدید بدون النظر الی التعامل. ومن یفعل ذلك لا یثبت قدمه فی موضع ویخترع کل یوم مسئلة فان توسع الرواة معلوم واختلاف**

العبارات والتعبيرات غير خفي فاعلمه.... فلا بد ان يراعى مع الاسناد التعامل أيضا، فإن الشرع يدور على التعامل والتوارث. (فیض الباری: ۲/۲۳۷، باب الزاق المنکب بالمنکب والقدم بالقدم فی الصّف) اور یہ طریقہ درست نہیں کہ ہر نئے لفظ پر حکم کی بنیاد رکھی جائے تعامل سے قطع نظر کرکے۔ جو ایسے کرے گا اس کا پاؤں کہیں جمے گا نہیں۔ وہ روزانہ نیا مسئلہ نکالے گا؛ کیونکہ رواۃ کا توسع معلوم ہے اور عبارات والفاظ کا اختلاف مخفی نہیں۔ پس اسے جان لو!....پس سند کے ساتھ تعامل کی رعایت رکھنا ضروری ہے؛ کیونکہ شریعت کا دارومدار تعامل وتوارث پر ہے۔

۴-مجلس اول کے قرائن کا استحضار

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ بات طے شدہ ہے کہ جب کسی مجلس میں کوئی کلام ہوتا ہے تو اس مجلس میں بعض قرائن ایسے ہوتے ہیں جن سے متکلم کی مراد بخوبی واضح ہوجاتی ہے، جیسے کلام کا سابق ولاحق، قرائن حال، الفاظ کا تقدم وتاخر، لب ولہجہ، آنکھ، سر یا ہاتھ کی حرکت۔ اگرچہ الفاظ میں دوسرے معنی کا بھی احتمال ہوتا ہے۔ پھر جب وہ کلام تحریری یا زبانی نقل کیا جاتا ہے اور ان قرائن میں سے بعض بالکل ختم ہوجاتے ہیں تو اس وقت اسی کلام سے متکلم کی مراد مخفی ہوجاتی ہے اور معنی غیر مراد متبادر ہوجاتے ہیں۔ اس طرح دوسری مجلس کے سامعین اس کلام کے وہ معنی متعین کرلیتے ہیں جو کہ متکلم کی مراد نہیں تھے؛ مگر مجلس اول کے حاضرین اور ان حاضرین سے سننے والے مراد متکلم جانتے ہیں اور دوسرے متبادر معنی کو غلط سمجھتے ہیں۔ اور مجلس اول کے بھی وہ حاضرین جن کو ان قرائن سے ذہول ہوا ہے وہ معنی غیر مراد سمجھ جاتے ہیں۔ یہ قاعدہ نہایت کارآمد اور نہایت صحیح ہے۔ اور احادیث میں اس کی بہت مثالیں موجود ہیں۔ اور اس قاعدہ کے ذہول سے بہت اختلافات علماء میں پیدا ہوگئے ہیں۔ (تالیفات رشدیہ: ص ۱۸۷ بہ تسہیل واختصار) للہ در الشیخ، ما ادق نظرہ، وما اسد فہمہ!! اور اب مجلس اول کے قرائن کے استحضار کی صورت یہی ہے کہ سب طرق اکٹھے کیے جائیں، مرفوعات کے ساتھ موقوفات ومقطوعات کو بھی ملایا جائے اور تعامل کو بھی پیش نظر رکھا جائے۔

۵-خبر واحد کو کتاب اللہ سے تطبیق دینا ضروری

دلائل کے مرتبے مختلف ہوتے ہیں۔ ان کی رعایت رکھنا ضروری ہے۔ بعض دفعہ خبر واحد کے ظاہری معنی قرآن مجید کے خلاف ہوتے ہیں۔ ایسی صورت میں خبر واحد کو کتاب اللہ سے تطبیق دی جاتی ہے یا اسے ترک کردیا جاتا ہے۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت

عائشہ رضی اللہ عنہا کے (حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کے بارے میں نسیان یا خطا کی) تاویل کرنے اور آیت سے دلیل لینے سے معلوم ہوا کہ خبر واحد کو کتاب اللہ سے تطبیق دینا ضروری ہے ورنہ اس کے مقابلے میں اسے چھوڑ دیا جائے گا۔ (دیکھیے: الکوکب الدری: ۱۷۸/۲)

۶-احتمال غیر ظاہر کا اعتبار نہیں

حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ عمامہ کے شملہ کو بین الکتفین چھوڑتے تھے۔ ایک طالب علم نے شملہ کو آگے سینہ پر ڈال کر کہا کہ بین الکتفین اس طرح بھی تو ہوسکتا ہے۔ مولانا (محمد مظہر نانوتوی رحمہ اللہ) نے فوراً اس کی پگڑی گھما کر اور شملہ بالکل ناک کے سامنے لٹکا کر فرمایا کہ بین الکتفین یوں بھی تو ہوسکتا ہے۔ مطلب یہ کہ حدیث وقرآن میں ایسے احتمالات غیر ظاہرہ کا اعتبار نہیں۔ (ملفوظات حکیم الامت: ۲۴۲/۱۱)۔

۷-حدیث کا اصلی مدلول

حضرت مولانا محمد اشرف تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قرآن وحدیث کا مدلول جو بے تکلف ماہر کے ذہن میں آئے وہ صحیح ہے۔ اس کے بعد اپنے اہواء کی نصرت ہے۔ (ملفوظات حکیم الامت: ۸۹/۲۳) اور فرمایا: صحبت (اولیاء اللہ کی) تو وہ چیز ہے کہ اس سے ذوق صحیح پیدا ہوکر قرآن وحدیث کا مدلول سمجھ میں آنے لگتا ہے۔ (ملفوظات حکیم الامت: ۲۵۲/۴) اور ارشاد ہے: مفتی الٰہی بخش رحمہ اللہ حضرت سید (احمد شہید) صاحب رحمہ اللہ کے معتقد خاص تھے۔ کسی کے سوال پر مفتی صاحب نے فرمایا کہ سید صاحب کے تعلق سے پہلے بھی قرآن وحدیث پڑھے ہوئے تھے۔ اب بھی وہی قرآن وحدیث پڑھتے ہیں؛ مگر فرق یہ ہے کہ وہی قرآن وحدیث پہلے اور طرح کا نظر آتا تھا اب اور طرح کا نظر آتا ہے۔ سو یہ چیز بزرگوں کی صحبت سے ملتی ہے؛ مگر افسوس اتنی بڑی چیز کو لوگ چھوڑے ہوئے ہیں اور صحبت اختیار نہیں کرتے۔ بڑا ناز ہے علم پر کہ ہم عالم ہوگئے! یاد رکھو بدون اپنے کو مٹائے کچھ نہیں ہوتا! (ملفوظات حکیم الامت: ۳۵۶/۴) اور فرمایا: حقیقت میں علم وہ ہے جو تقوی سے بڑھتا ہے۔ (خطبات حکیم الامت: ۲۲۱/۲) یعنی علم کی حقیقت قرآن وحدیث کی صحیح سمجھ ہے، نہ کہ معلومات یاد ہوجانا۔

ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **فليس العلم بكثرة الرواية ولا بكثرة المقال، ولكنه نور يُقْذَفُ في القلب يفهم به العبد الحق ويميز به بينه وبين الباطل، ويعبر عن ذلك بعبارات وجيزة محصلة للمقاصد.** (بیان فضل علم السلف: ص۵۸) تو علم کثرت

روایت سے نہیں آتا اور نہ زیادہ بولنے سے؛ لیکن وہ ایک نور ہے جو دل میں ڈالا جاتا ہے جس سے آدمی حق سمجھ لیتا ہے اور اس کے اور باطل میں فرق کرلیتا ہے اور اس کو مختصر الفاظ سے تعبیر کرلیتا ہے جو مقاصد ادا کرنے والے ہوں۔

۸-احادیث میں مذکور اعمال کی خاصیتوں کے معانی

حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قرآن وحدیث میں جو مختلف اعمال واحوال کی خاصیتیں مذکور ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ ان میں فی نفسہ یہ خاصیت ہے۔ باقی اگر کوئی معارض قوی ہو تو ظاہر ہے کہ اس معارض کا اثر غالب ہوجائے گا؛ غرض ان میں اثر ضرور ہے بشرطے کہ کوئی معارض قوی نہ ہو۔ یہ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب کی تحقیق ہے جو میں نے کہیں منقول نہیں دیکھی۔ سبحان اللہ قرآن وحدیث پڑھے تو ایسے سے پڑھے۔ دیکھیے اس تحقیق سے ہزاروں؛ بلکہ لاکھوں نصوص جن میں مختلف اعمال واحوال کے فضائل مذکور ہیں حل ہوگئیں۔ (ملفوظات حکیم الامت: ۱۷۴/۹، ۱۷۵)

۹-حدیث میں بعض چیزیں بطور مروت مذکور ہوتی ہیں

بعض اشیاء احادیث میں آتی ہیں؛ لیکن وہ مروت وحسنِ معاملہ کے طور پر ہوتی ہیں۔ ان سے کوئی عام فقہی حکم نہیں لینا چاہیے۔ (دیکھیے: فیض الباری: ۷۸/۲)

۱۰-مخاطب کی خصوصیت کے لحاظ سے ارشاد

بعض دفعہ مخاطب کی خصوصیت کے لحاظ سے جواب ہوتا ہے، جیسے مثلاً افضل عمل کے سوال کے جواب میں نبی اکرم ﷺ نے مختلف جوابات ارشاد فرمائے ہیں۔ ان کی وجہ مخاطب کی خصوصیت ہے۔ (دیکھیے: فتح الباری: ۹/۲)

❋ ❋ ❋

تاثرات واضافات

الحمدللہ یہ مضمون اہل علم نے پسند فرمایا۔ بعض حضرات اساتذہ کرام کی آراء موصول ہوئیں جو درج ذیل ہیں :

۱- حضرت الاستاذ مولانا محمد محسن گلزار حفظہ اللہ: ماشاء اللہ ماشاء اللہ ماشاء اللہ، بہت عمدہ ہے، اللہم زد فزد

۲- حضرت مولانا ہمایوں وقاص حفظہ اللہ معہد عثمان بن عفان، کراچی: اللہ تعالی جزائے خیر عطا فرمائے اور علم و عمل میں برکت عطا فرمائے۔ بہت کم صفحات میں بہت اہم اور مفید باتیں یکجا کر دی ہیں۔

۳- حضرت الاستاذ مفتی محمد نوید خان حفظہ اللہ: بہت خوب ماشاء اللہ تعالی۔ وجزاک اللہ تعالی خیرا کثیرا کثیرا

۴- حضرت الاستاذ مولانا نور البشر حفظہ اللہ : اللہم زد فزد۔ ماشاء اللہ ! بہت شاندار۔ کچھ مثالوں کا اضافہ ہو جائے تو سونے پر سہاگا ہو گا۔

جس راوی کو جو عددیار رہا اسے روایت کر دیا کیونکہ اس قسم کی چھوٹی چھوٹی جزئی تفصیلات جن سے کوئی عقیدہ یا حکم شرعی متعلق نہ ہو انھیں حفظ کرنے کا بسا اوقات بہت سے راویان حدیث زیادہ اہتمام نہیں کرتے۔ ان کی بنیادی توجہ اصل مضمون حدیث پر رہتی ہے۔ لہذا اس قسم کے معمولی اختلاف سے اصل حدیث کی صحت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے جگہ جگہ اس کی صراحت کی ہے۔ (درس مسلم: ۲/۲۷۶، حضرت مفتی محمد رفیع عثمانی رحمہ اللہ)

روایت ہمیشہ فعل کی ہوتی ہے، ترک کی روایت نہیں ہوتی یا بہت کم ہوتی ہے۔ (تجلیات صفدر: ۴/۳۴۳)

وكان اهتمام جمهور الرواة عند الرواية بالمعنى برءوس المعاني دون الاعتبارات التي يعرفها المتعمقون من أهل العربية، فاستدلالهم بنحو الفاء والواو وتقديم كلمة وتأخيرها ونحو ذلك من التعمق، وكثيرا ما يعبر الراوي الآخر عن تلك القصة، فيأتي مكان ذلك الحرف بحرف آخر. (حجة الله البالغة : ١/٢٦٦)

تنبيه: واعلم أنه لا ينبغي أن يبحثَ في الحديث عن المعاني الثواني، والمزايا، وأن يدار عليها المسائل، فإن الحق عندي: أن لفظَ الحديث ليس بحجةٍ في هذا الباب، لفشو الرواية بالمعنى، فلا يتعين أنه من لفظه صلى الله عليه وسلّم أو من تلقاء الراوي، فينبغي أن تؤخذَ الأحكام من القَدر المشترك، وتَدَار عليه. (فيض الباري : ١/١٦٦ ، ١٦٧)

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے روایتِ حدیث میں تین صورتیں ذکر فرمائی ہیں: ۱: رواۃ کے الفاظ ایک جیسے ہوں۔ ۲: اختلاف یسیر ہو۔ ۳ : اختلاف فاحش ہو۔ (دیکھیے: حجۃ اللہ البالغۃ: ۱/ ۲۴۱)

آخری بار اضافہ

۱۰/۱/۱۴۴۷ھ = ٦/۷/۲۰۲۵ء